سلف کا وصیتی پیغام

نوجوانان ملت کے نام

اعداد و ترتیب

الشیخ عبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر

غفر اللہ لہ ولوالدیہ

ترجمانی

ضیاء الرحمن عبدالعزیز محمدی نذیری

ڈیزائننگ

رحمانی

شائع کردہ

ہدی والنور ریسرچ فاؤنڈیشن

شیندور جنا گھاٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشريك له و أشهد أن محمدا عبده و رسوله صلى الله عليه و على آله و أصحابه أجمعين أمابعد:

کسی فرد بشر سے مخفی نہیں کہ جوانی انسانی زندگی کا سب سے سنہرا اور قیمتی مرحلہ ہے جس میں اعضاء قوی، حواس سلامت اور بدن قوت، چستی اور پھرتی سے لبریز ہوتا ہے، جبکہ بڑھاپے میں اعضاء و جوارح کی یہی قوت اور بدن کی یہ چستی و پھرتی جاتی رہتی ہے، اسی لئے اسلام نے جوانی کے مرحلے کا خصوصی اہتمام اور عظیم رعایت کی ہے، چنانچہ ہمیں قرآن و سنت میں کہیں نہایت پر زور انداز میں اس مرحلے کی عظمت، مکانت اور اہمیت دیکھنے کو ملتی ہے، تو کہیں نبی ﷺ جامع کلمات سے اس مرحلے کے بہترین استعمال پر ابھارتے نظر آتے ہیں اور کہیں اس کے ضیاع اور بے جاء و غلط استعمال سے منع کرتے اور اسے برباد کرنے سے ڈراتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کا پانچ چیزوں کی آمد سے پہلے خوب فائدہ اٹھالو، جوانی کا بڑھاپے سے پہلے، صحت کا

بیماری سے، مالداری کا فقر سے، فرصت وفراغ کا مشغولیت سے اور زندگی کا موت سے پہلے فائدہ اٹھالو۔[۱]

واضح رہے کہ جوانی کا مرحلہ آپ ﷺ کے فرمان "وحياتك قبل موتك" میں داخل تھا لیکن اس کی عظمت و اہمیت کے پیش نظر جناب رسول اللہ ﷺ نے خصوصی طور پر اسے علاحدہ ذکر فرمایا۔ اس لئے نہایت ہی بیداری کے ساتھ اسے گزارنا چاہئے اور اس کے تئیں ذرہ برابر بھی غفلت نہیں برتنی چاہئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی بھی آدمی کے قدم اپنے رب کے سامنے سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک اس سے پانچ چیزوں کی باز پرس نہ کرلی جائے، اس کی عمر سے متعلق کہ اس نے اسے کہاں اور کن کاموں میں گنوایا، اور اس کی جوانی سے متعلق کہ اسے کن کاموں میں گزارا، اور اس کے مال سے متعلق کہ اسے کہاں سے کمایا اور کن کاموں میں خرچ کیا اور کتنا

(۱) مستدرک حاکم، ح: 7846۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح الجامع ح: ۷۷۰۱ پر صحیح کہا ہے۔
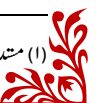
سیکھا اور اس پر کہاں تک عمل کیا۔[1]

واضح رہے کہ نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں بتایا ہے کہ بروز قیامت انسان سے اس کی زندگی کے متعلق دو سوالات ہونے ہیں: پہلا سوال اس کی اول تا آخر مکمل زندگی سے متعلق ہوگا، جب کہ دوسرا سوال خصوصاً اس کی جوانی کے بارے میں پوچھا جائے گا، حالانکہ یہ مرحلہ بھی مکمل زندگی سے متعلق سوال میں داخل ہے، لیکن پھر بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے انفرادیت دی گئی، اسی لئے نوجوانوں کو اس مرحلے کی اہمیت نہیں بھولنی چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ رب العالمین ساری زندگی کے کاموں کے ساتھ اس مرحلے میں کئے جانے والے کاموں کے متعلق خصوصی طور پر عنقریب باز پرس فرمائے گا، کیونکہ یہ قوت و نشاط اور سرعت و سہولت کا زمانہ ہے، اعضاء کی تونگری و توانائی اور جوارح کی مضبوطی و پختگی کا مرحلہ ہے، جی ہاں اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں کو اس مرحلے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی ہے، ساتھ ہی آپ ﷺ نے علماء و مربین اور دعاۃ و مبلغین کو نوجوانوں کے تئیں

---

(۱) ترمذی، ح: 2416 شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، سلسلۃ الصحیحۃ: ح: ۹۴۶

خصوصی تربیت کی وصیت بھی کی ہے، اس لئے کہ جہاں نوجوان ایک طرف اپنی بہترین تربیت کے لئے تو وہیں دوسری طرف خود کو باطل پرستوں اور شہوت رانوں کے مکڑ جالوں اور شیطانی جھانسوں سے بچانے کے لئے عنایت واہتمام چاہتے ہیں، نرمی وملاطفت اور قربت و محبت کے طلبگار ہوتے ہیں، خیر کی طرف رغبت دلانے اور اہل خیر کے قریب لانے والے قلوب، السنہ، اقلام اور افراد چاہتے ہیں۔

اسی لئے ہم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو عظمت جوانی کے ان جلیل معانی کو عملی جامہ پہناتے اور دیرینہ خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرتے دیکھتے ہیں، چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ جب بھی جوانوں کو مجالسِ علم کی طرف آتا دیکھتے تو خوشی سے یوں گویا ہوتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصیت کردہ افراد کو خوش آمدید ہو، یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آپ کے لئے مجالس کو کشادہ کرنے اور آپ کو حدیثیں سکھانے و سمجھانے کی وصیت کی ہے، کیونکہ آپ ہمارے علمی جانشین اور ہمارے بعد اہل حدیث کہلاؤ گے۔

اور آپ نوجوانوں کی طرف خصوصی توجہ کچھ اس انداز سے فرماتے کہ اے میرے بھتیجے جب جب تم کسی مسئلہ میں شک وتردد کا شکار

ہو تو مجھ سے ضرور پوچھ لیا کرو اور ایسا اس تک کیا کرو تاآں کہ تمہیں اس مسئلہ میں یقین حاصل نہ ہو جائے اس لئے کہ تمہارا دولت یقین سے مالا مال ہو کر لوٹنا شک وتردد کی حیرانگیاں لے کر لوٹنے سے میرے نزدیک زیادہ بہتر، محبوب اور پسندیدہ ہے"[۱]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب نوجوانوں کو علم حاصل کرتے دیکھتے تو مارے خوشی کے فرماتے کہ بوسیدہ کپڑے، پر صاف وشفاف دل والے ، گھروں کے ٹاٹ، پر قبیلے کے مہکتے پھول شمار ہونے والے علم و حکمت کے سرچشموں اور تاریکیوں کے روشن چراغوں کو خوش آمدید ہو۔[۲]

سلف نے نوجوانوں کو نہ صرف خوب خوب وصیتیں کی ہیں بلکہ اس مرحلے کے سپوتوں کے تئیں ان کے اہتمام اور اعتناء کی مثالیں ایک عظیم باب کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ جو رسالہ بعنوان "سلف کا وصیتی پیغام نوجوانان ملت کے نام" آپ اپنے ہاتھوں میں دیکھ رہے ہیں اس میں سلف کے اسی اہتمام کی چند مثالیں انتہائی بسیط تعلیق کے ساتھ میں نے ذکر کرنے کی کوشش کی ہے۔

---

(۱) شعب الایمان : امام بیہقی رحمہ اللہ : اثر نمبر : ۱٦۱۰

(۲) جامع بیان العلم وفضلہ : ابن عبدالبر رحمہ اللہ : اثر نمبر : ۲۵٦

پہلی وصیت:

ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو اسحاق عمرو السبیعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: کہ اے نوجوانو! اپنی جوانی سے خوب فائدہ اٹھاؤ، مجھے دیکھو شاید ہی مجھ پر کوئی رات ایسی گزرتی ہو جس میں اللہ کے کلام کی میں ایک ہزار آیات تلاوت نہ کرتا ہوں، بلکہ میں تو سورۂ بقرہ ایک ہی رکعت میں پڑھ جاتا ہوں، چار حرمت والے مہینوں کے روزے رکھتا ہوں نیز ہر ماہ کے تین روزوں کے ساتھ پیر و جمعرات کے روزے بھی نہیں چھوڑتا، پھر اللہ کے کلام کی یہ آیت تلاوت کرتے ﴿ وَأَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴾ (۱)

ان کے "میں ہر رات ایک ہزار آیات کی تلاوت کرتا ہوں" کہنے سے تقریبی عدد مراد ہے آیات کی تحدیدی مقدار بتانا مقصود نہیں، اس کا واضح لفظوں میں یہ مفہوم بنتا ہے کہ وہ ہر ہفتے ایک قرآن ختم کر لیتے ہیں، یوں بھی ایک ہفتے میں قرآن کریم ختم کرنا اکثر سلف کی عادت رہی ہے۔

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک آدمی اپنے دوست سے ملتا تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتا گذشتہ رات اللہ نے اپنے

---

(۱) مستدرک: امام حاکم رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۳۹۴۷

فضل سے مجھے اتنی اور اتنی رکعات کی توفیق بخشی اور فلاں اور فلاں خیر عطاء فرمایا۔ [1] مذکورہ بالا دونوں آثار کو نقل کرنے کے بعد امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مستدرک میں یوں رقمطراز ہیں : کہ اللہ عمرو بن عبیداللہ السبیعی رحمۃ اللہ علیہ اور عمرو ابن میمون رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی رحمتیں نازل کرے، آپ دونوں نے انتہائی خلوص نیت سے ان امور کا ذکر فرمایا ہے جو نوجوانوں کو عبادت و ریاضت میں رغبت دلانے کے لئے کافی ہیں۔

دونوں اثروں میں تربیتی قدوہ اور آئیڈیل پیش کیا گیا ہے، جس کی جوانوں کو رغبت و نشاط کے حصول اور عمل پر آسانی سے گامزنی کے لئے انتہائی اشد ضرورت ہوتی ہے، لیکن مربی و معلم کو ساتھ ہی ساتھ انہیں اچھی نیت اور نیک ارادہ بھی سکھانا چاہئے تاکہ ریاکاری کے شکار ہو کر ان کے اعمال رائیگاں اور برباد نہ ہو جائیں۔

(۱) مستدرک : امام حاکم رحمہ اللہ : اثر نمبر : ۳۹۴۸

دوسری وصیت:

حماد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ ہم انس ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی تیمار داری کے لئے گئے تو انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے نوجوانو! اللہ سے ڈرو اور جن سے حدیثیں سیکھتے ہو انہیں خوب اچھی طرح جانچ لیا کرو اس لئے کہ حدیثیں تمہارا دین ہے۔[1]

یہ انتہائی عظیم وصیت ہے کیونکہ طلب علم اور تحصیل حدیث کے لئے نکلنے والے نوجوانوں پر واجب ہے کہ وہ اسے علم میں رسوخ و ثبات، فقاہت و بصیرت اور دربہ و تجربہ رکھنے والے مشائخ سے سیکھیں، علمی کمال کے ساتھ عمر میں پختگی رکھنے والوں سے حاصل کریں نہ کہ چھٹ بھئیے اور ایرے غیرے سے لیا کریں۔ نیز انہیں یہ بھی چیک کر لینا چاہئے کہ وہ حدیث و سنت، تفسیر و فقاہت میں یک گونا کمال رکھنے کے ساتھ سنی و سلفی ہیں یا نہیں؟ منہج و عقیدہ میں پختگی رکھتے ہیں یا نہیں؟۔

ابن شوذب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبادت میں رغبت رکھنے والے نوجوانوں کے لئے ایسا سنی ساتھی اللہ کی بڑی نعمت سے کم نہیں جو اسے

(۱) الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: خطیب بغدادی رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۱۳۹

عبادت اور اتباع سنت پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہو۔

عمرو بن قیس الملائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ جب تم نوجوانوں کو اہل سنۃ والجماعۃ کے بیچ سنت و اتباع کے ماحول میں تربیت پاتا دیکھو تو اس سے بہترین امیدیں وابستہ کرو اور جب انہیں اہل بدعۃ کے بیچ بدعت و ضلالت میں پلتا دیکھو تو اس سے خیر کی امید نہ رکھو اس لئے کہ نوجوان اپنی ابتدائی پرورش وپرداخت ہی سے پہچانا جاتا ہے۔

عمرو بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اگر نوجوان اپنی پرورش کے ابتدائی مرحلے میں اہل علم کی صحبت کو ترجیح دے تو قوی امکان ہے کہ سلامتی سے ہمکنار ہو جائیں اور اگر جہلاء کی صحبت اختیار کرلیں تو بعید نہیں کہ ہلاکت سے دوچار ہو جائیں۔[۱]

(۱) مذکورہ بالا آثار کو ابن بطۃ رحمہ اللہ نے "الابانۃ الکبری" (۱/۲۰۴، اثر نمبر ۴۲-۴۴) میں نقل کیا ہے۔

تیسری وصیت:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ خیر تو نوجوانوں ہی میں ہوتا ہے۔[1]

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرحلے کی اہمیت کو بڑے ہی اچھوتے انداز میں اجاگر کیا ہے، حقیقت ہے کہ اگر نوجوان اپنی جوانی کا صحیح استعمال واستغلال کریں تو نہ صرف خود بڑے پیمانے پر خیر و بھلائی حاصل کر سکتے ہیں بلکہ اس جوانی کی مبارک کمائی کو معیار و عمدہ اور بنیاد ورکیزہ بنا کر تادم حیات اپنے ساتھ غیروں کا بھی بھلا کر سکتے ہیں۔ امت کی خیر خواہی کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں، لیکن اگر اس مرحلے کا صحیح استعمال نہ کر سکیں تو یقینا اس کے فائدہ و ثمرات اور خیرات و برکات سے محرومی ہی ان کا مقدر ہو گی۔ اور یاد رہے کہ جوانوں کے لئے قوت و نشاط کے ساتھ فرصت و بے کامی اور فراخی و وسعت مالی ہلاکت خیز سامان سے کم نہیں، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إن الشباب و الفراغ والجدة   مفسدة للمرءأي مفسدة

---

(۱) الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع: خطیب بغدادی رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۶۷۳

اور ان اشیاء کے ساتھ فتنوں کی کثرت و قربت اور وسائل و ابواب کی فراوانی نوجوانوں کے لئے اس قدر مہلک و ضرر رساں ہے کہ ان کے عوض جوان اپنی جوانی کے خیر و برکات کو داؤپر لگا کر اس کے ضیاع کے جرم سے بھی دریغ نہیں کرتا اس لئے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ "إنما الخير في الشباب" اس مرحلے کی عظیم خیرات و برکات کو بتانے ہی کے لئے کہا کرتے تھے۔

واضح رہے کہ ان برکات کا حصول اسی وقت ممکن ہے جب کہ اللہ رب العزت نوجوان کو نیک توفیق عطا فرمائے اور اس مرحلے کو اپنی رضاو خوشنودی کے کاموں میں صرف کرنے کی ہدایت بخشے۔

چوتھی وصیت:
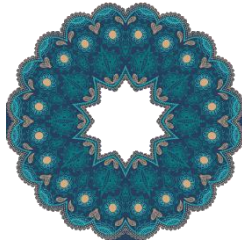
زید ابن ابی الزرقاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: کہ ہم حصول علم کے لئے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر کھڑے تھے اتنے میں آپ تشریف لائے اور فرمایا: کہ اے نوجوانو! اس علم کی برکتوں کے حصول میں جلدی کرو، کیوں کہ تمہیں نہیں پتہ کہ اس کے اعلیٰ مراتب تک رسائی کا تمہارا خواب شرمندہ تعبیر ہو بھی سکے گا یا نہیں اس لئے ایک دوسرے سے سیکھتے سکھاتے رہو۔[1]

ان کے "تعجلوا برکۃ ھذا العلم" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حصول علم کے لئے اپنی جوانی کے اوقات کو غنیمت جانو اس لئے کہ بڑے ہونے پر چستی و پھرتی اور جستجو و لگن باقی نہیں رہتی، جوانی کا حافظہ اور ضبط و اتقان کی قوت ساتھ چھوڑ دیتی ہے، طرفہ تماشہ یہ کہ گوناگوں ذمہ داریوں اور اعمال کا بوجھ مزید ہلکان کئے دیتا ہے، چنانچہ جوانی کی فرصت و فراغ اور اس کے سرعت و برق رفتاری سے گزرتے قیمتی وقت کو کام میں لانا چاہئے، اندازہ لگائیے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس مرحلے کا اتنا زبردست فائدہ اٹھایا کہ انہیں اس کے گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا، آپ کہا کرتے تھے کہ

(۱) حلیۃ الأولیاء: ابو نعیم رحمہ اللہ (۳۷۰/۶)

مجھے جوانی کے گزرنے کا اتنا ہی احساس ہوا جتنا کہ کسی انسان کو اس کی آستین میں رکھی ہوئی چیز کے گرنے پر ہوتا ہے۔(۱)

ان کے ”لا تدرون لعلکم لا تبلغون ما تؤملون منه“ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اکثر نوجوان امید کے سہارے جیتے ہیں کہ اتنا اور اتنا علم حاصل کرلوں گا، ایسے اور ایسے یاد کرلوں گا، فلاں اور فلاں کتاب پڑھ لوں گا وغیرہ وغیرہ لیکن عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ان امیدوں کو عملی جامہ نہیں پہنا پاتے، جب کہ اگر وہ امید لگانے کے ساتھ جوانی کے مرحلے کا بخوبی استعمال کریں، اس میں کوشش بھی کریں اور اللہ سے مدد بھی مانگیں تو باذن اللہ بہت سا خیر حاصل کرسکتے ہیں، اللہ کا وعدہ ہے ﴿ وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴾(۲) اور ان کے ”لیفد بعضکم بعضا“ کہنے کا مقصود یہ ہے کہ جوانوں کو اپنے آپسی میل ملاقات اور تعلقات کو علمی اور مفید بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، عام مجالس کو بھی ہنسی ٹھٹھا میں ضائع کرنے کی بجائے علمی مذاکرے سے رونق و زندگی بخشنے کی سعی مسعود کرنی چاہیے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء: امام ذہبی رحمہ اللہ: (۳۰۵/۱۱)

(۲) العنکبوت: ۶۹

آخرت کا اہتمام:

سلف کی نوجوانوں کو کی جانے والی وصیتوں میں وہ وصیت بھی تھی جس کو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اکثر کیا کرتے تھے "کہ اے نوجوانو! آخرت کا اہتمام کرواور اپنے اقوال وافعال کے ذریعہ اسی کے طلب گار بنو، کیونکہ بہت سے آخرت چاہنے والوں کو ہم نے پایا کہ انہیں آخرت کے ساتھ دنیا بھی حاصل ہوئی جبکہ ہم نے کبھی کسی دنیادار کو دنیا طلبی کی راہ میں آخرت سے ہمکنار ہوتے نہیں دیکھا۔"[1]

یہاں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے نوجوانوں کو آخرت کو مطمح نظر بنانے کی انتہائی اہم وصیت کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ اس کے حصول کی تگ ودو کریں اور اپنے وقت کو اللہ کی قربت کے کاموں میں صرف کریں کیونکہ دنیا مقررہ حظ ونصیبے کے مطابق لا محالہ مل کرہی رہے گی البتہ اگر وہ اس تنگئ عیش کے ساتھ حصول آخرت میں کامیاب رہے تو یہ ایسی کامیابی ہوگی جس کا کوئی بدیل نہیں۔ مذکورہ بالا بحث سے کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ آخرت کے لئے انسان صلاحِ معاش ومسکن اور طعام وکسوہ کی تگ و

(۱) کتاب الزہد: امام بیہقی رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۱۲

دو بالکلیہ ترک کردے اور دوسروں پر بوجھ بن جائے، نہیں بلکہ مسلمان کا جمعِ ملبس و مسکن کی کوشش کرنا اور حصولِ مال و زر کے لئے متحرک ہونا ہر گز نقصان دہ نہیں البتہ اسی کو نصب العین بنانا، مطمحِ نظر اور مقصد زندگی قرار دینا، مبلغِ علم اور اوڑھنا بچھونا بنالینا ضرور نقصاندہ ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے مال و منال کی ایسی حرص و ہوس سے اللہ کی پناہ مانگی ہے چنانچہ آپ ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے "ولا تجعل الدنیا أکبر همنا ولا مبلغ علمنا" [1] اور آپ یہ تعلیم بھی دیا کرتے کہ "أنك إن تذر ورثتك اغنیاء خیر من أن تذرهم عالة یتکففون الناس" [2] کہ تمہارا اپنے اہل و عیال کو مال دار بنا کر جانا انہیں فقراء چھوڑ کر جانے سے بہتر ہے۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جو آخرت کو نصب العین بناتا ہے اللہ اس کے امور و معاملات کو یکجا فرما دیتا ہے پھر دنیا ناک رگڑ کر اس تک آتی ہے، اور جو دنیا کر اپنا مطمحِ نظر سمجھتا ہے اللہ اس کے فقر کو اس کی نگاہوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اسے دنیا بھی اس کی محنت کے اعتبار سے نہیں مقدر کے حساب سے ملتی ہے۔

---

(۱) جامع الترمذی: ح: ۳۵۰۲، شیخ البانی رحمہ اللہ نے الکلم الطیب (ح: ۲۲۶) میں اسے حسن قرار دیا ہے۔
(۲) بخاری ح: ۱۲۹۵، مسلم ح: ۱۶۲۸

چھٹی وصیت:

سلف نوجوانوں کو یہ وصیت بھی کرتے: عقبہ بن ابی حکم کہتے ہیں کہ ہم عون بن عبداللہ کی مجلس میں شریک ہوتے تو وہ ہم سے کہا کرتے تھے کہ اے نوجوانو! ہم نے جوانوں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اور جب فصل کٹائی پر آجاتی ہے تو انتظار نہیں کیا جاتا، راوی کہتے ہیں کہ عون بن عبداللہ اتنا کہہ کر اپنی داڑھی سہلانے لگتے۔ (۱)

داڑھی سہلانے سے آپ کی مراد یہ تھی کہ جو شیخ موصوف کی عمر کو پہونچ گیا سمجھ لو کہ اس کی کٹائی کا وقت چلا آیا ہے، یعنی جو بوڑھا ہو گیا اس کی وفات قریب آ پہنچی۔ آپ یہ باتیں انہیں اس لئے کہا کرتے تھے کہ نوجوان بزرگ و عمر رسیدہ حضرات سے دھوکے میں نہ رہیں کہ ابھی تو اسے انہیں جیسی طویل عمر جینی ہے چنانچہ وہ تفریط، تسویف اور تاجیل کو اپنی عادت ثانیہ بنالے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

یعمر واحد فیغر قوما ... وینسي من یموت من الشباب

اسی معنی میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے حکمت پر مبنی وہ بات منقول ہے جو ایک دن آپ نے اپنے ہم جلیسوں سے فرمائی تھی کہ: اے بوڑھو! کھیتی اور

---

(۱) کتاب العمر والشیب: ابن ابی الدنیا اثر نمبر: ۴۲

فصل کے پک جانے کے بعد کس بات کا انتظار رہ جاتا ہے؟ بوڑھوں نے کہا کہ کٹائی کا۔ پھر نوجوانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کہ اے نوجوانو! نہ بھولو کہ کبھی کھیتی اور فصل پکنے سے پہلے بھی آسمانی آفت کا شکار ہو جاتی ہے۔[1]

چنانچہ دنیا کے تئیں ایک مسلمان کی وہی حالت ہونی چاہئے جو حدیث رسول ﷺ میں بتلائی گئی ہے کہ "إذا أمسيت فلاتنتظر الصباح و إذا أصبحت فلاتنتظر المساء"[2] ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسے یہ پتہ نہ ہو کہ کب موت کے آہنی پنجے اسے آدبوچیں، اسے ہمیشہ موت کی تیاری میں رہنا چاہئے اور جوانی و صحت سے ہر گز دھوکہ نہ کھانا چاہئے اس لئے کہ بوڑھے بہت کم جبکہ جوان بہت زیادہ وفات پاتے ہیں، اسی لئے بوڑھوں کی تعداد ہمیشہ کم ہوتی ہے۔[3]

اس کا مشاہدہ آپ خود بھی اپنے خاندان کے بوڑھوں کی انتہائی قلیل تعداد دیکھ کر لگا سکتے ہیں، سچ کہا ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اکثر لوگ بچپن یا جوانی ہی میں وفات پا جاتے ہیں۔

---

(۱) کتاب الزہد: امام بیہقی رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۵۰۰

(۲) بخاری: ح: ٦٤١٦ (یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفا مروی ہے)

(۳) صید الخاطر: ابن جوزی رحمہ اللہ: ص: ۲۴۰

ساتویں وصیت:

قابوس ابن ابی ظبیان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ " ایک دن ہم نے ابو ظبیان رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں فجر کی نماز ادا کی اور اس دن نماز میں سوائے موذن کے ہم سبھی جوان تھے، چنانچہ ابو ظبیان رحمۃ اللہ علیہ نماز ختم فرما کر ہماری طرف متوجہ ہوئے پھر سارے نوجوانوں سے باری باری ان کے نام دریافت کرنے کے بعد انہیں ابھارتے اور ان کی تشجیع کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر نبی جوانی ہی میں مبعوث کیا گیا تھا اور جوانی میں حصولِ علم کی توفیق واقعی بہت بڑا خیر اور انعام ہے۔ "(۱)

یہاں ابوظبیان رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی کے خیر و برکت سے استفادے پر ابھارا ہے اور بتایا ہے کہ یہ وہ گولڈن پریڈ ہے جس کی قوت و نشاط اور حرکت و سرعت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے اس میں مختلف علوم وفنون سیکھ کر آنے والی زندگی کے لئے خیر کثیر جمع کیا جاسکتا ہے۔

(۱) کتاب العلم : امام ابو خیثمۃ : اثر نمبر : ۸۰

آٹھویں وصیت:

امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الورع" میں عبدالوہاب الثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں کہ "ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس آئے اور فرمایا اے نوجوانو! ہنر مند بن کر کمانا سیکھو تمہیں کبھی ان امراء کی چاپلوسی اور درباری نہیں کرنی پڑے گی۔"(۱)

یعنی حصول علم کے ساتھ نوجوانوں کے پاس ہنر مندی اور صنعت و حرفت یا معمولی تجارت وکاروبار بھی ہونا چاہئے جس کے ذریعہ وہ مال کما کر خود پر اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کر سکیں، انہیں دوسروں کا محتاج ہر گز نہیں ہونا چاہئے اور اسی عادت پر پروان چڑھنا تو انتہائی خطرناک ہے، بعید نہیں کہ ایسے نوجوان کو بوڑھا ہونے اور اعضاء و جوارح کے جواب دے جانے پر طلب امداد کے لئے لوگوں کے چکر لگانے پڑیں۔ یقینا ہاتھ کی کمائی بڑی بابرکت، نفع بخش اور پاکیزہ وطیب ہوا کرتی ہے۔

---

(۱) کتاب الورع: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ: اثر نمبر: ۹۴

نویں وصیت :

جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے اور ہمیں قبلہ سے پیٹھ لگا کر بیٹھا ہوا پاتے تو فرمانے لگتے کہ اے نوجوانو! اللہ تم پر رحم کرے تم میرے اور میرے رب کی عبادت اور اس کے حضور سجدہ ریزی میں رکاوٹ بن جاتے ہو راوی کہتے ہیں کہ آپ کے نزدیک نماز انتہائی پسندیدہ عمل تھا۔[1]

یہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ ان نوجوانوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو ساتھیوں کی ملاقات کو مسجد میں غنیمت سمجھتے ہوئے باآواز بلند ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگتے ہیں، اس طرح اللہ کی عبادت کے لئے مسجد آنے والے دیگر حضرات کی عبادت میں رخنہ انداز ہوتے ہیں، نہ تو خود اللہ کی ڈھنگ سے عبادت کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو چین و سکون اور خشوع و خضوع سے اللہ سے لو لگانے دیتے ہیں، اس لئے نوجوانوں کو خصوصا مسجدوں اور اللہ کے گھروں کی عظمت و حرمت یاد دلانا چاہیئے، اس میں عبادت کرنے والوں کی فضیلت، مکانت، منزلت اور حرمت بتانا چاہیئے تاکہ وہ خود بھی

(۱) حلیۃ الأولیاء: ابو نعیم رحمہ اللہ (۳۲۲/۲)

عبادت کریں اور عابدین کو ڈسٹرب بھی نہ کریں، آج ٹیکنالوجی کے اس دور میں عمومی طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ نوجوان اپنی جیبوں میں موبائل لئے کبھی اس کی رنگ ٹون سے نمازیوں کا خشوع و خضوع برباد کرتے ہیں تو کبھی فون پر زور زور سے باتیں کرکے حرمتِ مسجد و مصلین چاک کرتے ہیں، اس طرح راحت و سکون کے حصول کی جگہ کا بھی اپنی ناعاقبت اندیشیوں سے انہوں نے سکون اڑا رکھا ہے۔
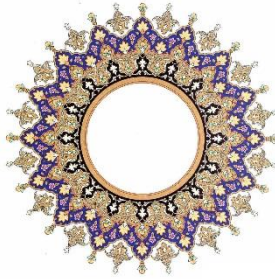
دسویں وصیت:

محمد بن سوقہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو میں نے انہیں حیاك اللہ کہا اس پر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ نوجوانوں کا سلام ہے اس کی بجائے تم السلام علیکم کہا کرو۔[1]

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے کہ جو سلام کی بجائے کلام سے پہل کرے اس کا جواب نہ دیا کرو۔[2]

آپ کے "ھذہ تحیۃ الشاب" کہنے کا معنی یہ ہے کہ بعض نوجوان اپنے ساتھیوں سے ملتے وقت نوع بنوع تحیات اور شرق و غرب کے طریقۂ سلام کو ترجیح دیتے ہیں، اس طرح کبھی تو کلی طور پر اور کبھی جزئی طور پر شرعی سلام کو چھوڑنے کے مرتکب ہوتے ہیں، انہیں اسلامی طریقۂ لقاء کو ترجیح دینی چاہیئے اور سلام کو عام کرنا چاہیئے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ "سلام کو عام کرو"[3]

---

(۱) حلیۃ الأولیاء: ابو نعیم رحمہ اللہ (۸٦/۴)

(۲) عمل الیوم واللیلۃ: ابن سنی رحمہ اللہ: ۲۱۴ دیکھئے سلسلۃ الصحیحۃ: ح: ۸۱٦

(۳) سنن ابی داؤد (۳۵۰/۴، ح: ۵۱۹۳) شیخ البانی نے صحیح کہا ہے دیکھئے: ارواء الغلیل: ح: ۷۷۷

گیارہویں وصیت:

ابو الملیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہم میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع تھے، اس وقت آپ نے فرمایا اے نوجوانو! اپنی جوانی کی طاقت و قوت اور چستی و پھرتی کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کرو۔اور اے بوڑھو! آخر کب تک تمہاری یہی بے ڈھنگی روش برقرار رہے گی؟![1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی کی طاقت کو اللہ کی اطاعت اور اس کی قربت کے حصول میں لگانے کی وصیت کی۔ بوڑھوں سے "حتی متی" کہنے کا مقصود یہ ہے کہ اے بوڑھوں آخر کب تک برائیوں یا غفلت و سستی پر جمے رہوگے اور اپنی زندگی کو اللہ کی اطاعت میں استعمال نہ کروگے؟

(۱) حلیۃ الأولیاء: ابونعیم رحمہ اللہ (۸۷/۴)

بارھویں وصیت:

فریابی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک دن سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھ کر نوجوانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر آج نمازی نہ بنوگے تو کس دن بنوگے اور کب تک اسطرح بے راہ روی کے شکار رہوگے ؟[1]

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی کو اللہ کی اطاعت میں گذارنے کی انتہائی عظیم و جامع نصیحت کی ہے۔ چنانچہ اگر اس مرحلے کو نوجوان اللہ کے لئے سجدے میں نہ گذاریں تو عین ممکن ہے کہ زندگی میں ان پر ایسے حالات بھی آئیں جن میں وہ چاہ کر بھی اللہ کو سجدہ نہ کرسکیں۔ پھر وہ مجبوری بیماری بھی ہوسکتی ہے اور کسی قسم کی کمزوری بھی؛ اور اگر موذی عوارض سے بچ بھی گیا تو بڑھاپا تو لاحق ہونا ہی ہے، اسی لئے کہا کہ اگر آج نہیں سدھرے تو آخر کب تک ایسے رہوگے ؟!

(۱) حلیۃ الأولیاء: ابو نعیم رحمہ اللہ (۷/۵۹)

تیرہویں وصیت:

ربیعہ بن کلثوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نوجوان حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے گرد بیٹھے تھے کہ ہمیں دیکھ کر آپ نے فرمایا: کہ اے نوجوانو! کیا تمہیں حور عین کی خواہش و تمنا اور اشیاق پیدا نہیں ہوتا؟![1]

یہاں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ہی لطافت و نزاکت کے ساتھ نوجوانوں کی توجہ حصول جنت اور اس کی نعمت کے پانے کی طرف پھیری ہے جن میں ہر طرح کی آرام و آسائش کے ساتھ حور عین بھی ہیں، جو اللہ کی توفیق کے بعد نوجوانوں کے نشاطِ عبادت کو گرمانے، شوقِ جنت کو حرکت دینے، ایمان و یقین کو مہمیز دینے اور طلب آخرت کی گوناگوں کوششوں کو تیز کرنے کے لئے کافی ہے اللہ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ أَرَادَ ٱلْـَٔاخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُورًا ﴾[2]

(۱) کتاب صفۃ الجنتہ: ابن ابی الدنیا: اثر نمبر: ۳۱۲

(۲) الاسراء: ۱۹

چودہویں وصیت :

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے نوجوانو! کاموں کو کل پر ٹالنے سے بچو کہ یہ بڑا ہی مہلک مرض ہے۔[1]

ان کے "إياكم و التسوف" کہنے کا معنی یہ ہے کہ تسویف اور کاموں کو کل پر ٹالنا ایسی خطرناک بیماری ہے، جس نے نہ جانے کتنے ہی جوانوں کو ہلاک و برباد کردیا، تسویف ان کی عادت ثانیہ بن چکی تھی چنانچہ وہ ہر کام کو یہ کہہ کر مؤخر کیا کرتے کہ بعد میں توبہ کرلیں گے، بعد میں نماز کی پابندی کرلیں گے، کل سے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے لگیں گے وغیرہ۔ اس قسم کے لوگ نہ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں، نہ موقع و فرصت کا فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ اپنی ٹالا مٹولیوں کی عادت سے اس قدر مجبور ہوتے ہیں کہ جب بھی ان کے دل میں توبہ، نماز، روزہ اور زکاۃ وغیرہ نیک کاموں کی انجام دہی یا ان پر مواظبت، محافظت، مداومت اور ہمیشگی کا خیال آتا ہے تو تسویف کی یہی مہلک بیماری ان کی راہ خیر کا روڑا بن جاتی ہے اور اس وقت تک انہیں پا بازنجیر رکھتی ہے جب تک جوانی کا یہ مبارک مرحلہ

---

(۱) کتاب قصر الامل: ابن ابی الدنیا: اثر نمبر: ۲۱۲

اپنی تمام تر خیرات وبرکات کے ساتھ انہیں خیر آباد نہ کہہ دیتا اور کتنوں کو تو فرشتہ اجل آ پکڑتا ہے اور وہ اس بیماری سے نجات کی سوچتے ہی سوچتے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

نیز انسویں وصیت:
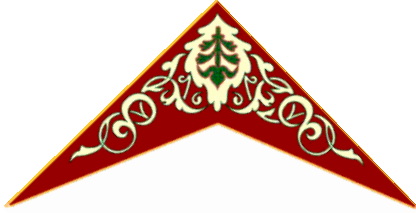
حفصہ بنت سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتی ہیں کہ اے نوجوانو! جوانی میں اپنے بدن سے عبادت ربانی کا خوب مزہ لوٹ لو اس لئے کہ رب کریم کی قسم! جوانی کے کاموں کا کوئی بدیل نہیں۔[1]

ان کا یہ کہنا "ما رأیت العمل إلا فی الشباب" یہ معنی رکھتا ہے کہ دراصل جوانی ہی خیر کے حصول اور برکات کے پانے کا ایسا مرحلہ ہے کہ اگر اللہ کی توفیق سے بندے نے اس کا صحیح استعمال کرلیا تو ساری زندگی خیرات و برکات کے پھل توڑتا اور کھاتا رہے گا، لیکن اگر اس مرحلے کے استعمال میں غلطی کر بیٹھا، اسے ناجائز شہوات کے حصول اور نفس پرستی کے بے جا تقاضوں کی پرتی میں لگادیا تو یہی مرحلہ اس کے مستقبل اور بڑھاپے کے لئے عذاب بن جائے گا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔ع:

مآرب کانت فی الشباب لأھلھا عِذابا فصارت فی المشیب عَذابا

کہ وہی کام جنہیں جوانی میں لذیذ اور خوشنما جان کر کیا کرتے تھے بڑھاپے

(۱) مختصر قیام اللیل: المروزی رحمہ اللہ: ص: ۴۹

میں عذاب بن کر سامنے آتے ہیں۔ کانٹے جو بوئے تھے ببول کے تو آم کہاں سے آئیں؟؟؟!!!

پتہ چلا کہ جوانی انسانی زندگی کا وہ عظیم مرحلہ ہے جس کا اہتمام اور صحیح استعمال ہونا چاہیئے اس کے خیر کو پانے کی سر توڑ کوشش کی جانی چاہیئے، نیز اس مقصد میں کامیابی کے لئے اللہ رب العزت سے مدد مانگنا بھی نہیں بھولنا چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین اپنی ملاقات کے دن اس مرحلے کے متعلق ہم سے خصوصی پوچھ گچھ کرنے والا ہے۔

سلف کی نوجوانوں کو کی گئ بے شمار وصیتوں میں سے انہیں چند وصیتوں کا اندراج و ذکر مذکورہ بالا تصنیف میں اللہ کے فضل و کرم سے ممکن ہو سکا جس کے اخیر میں رب کریم سے اس کے اسمائے حسنیٰ اور صفات علیا کے حوالے سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اپنی رضا و محبت کے کاموں کی توفیق عطاء فرمائے، ہمارے سارے کام اپنے فضل سے درست فرما دے، ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرے اور ہمیں صراطِ مستقیم پر تادم حیات گامزن رکھے۔ آمین وصلی اللہ و سلم علی نبینا محمد و علی آلہ وصحبہ أجمعین والحمدللہ رب العالمین۔

فہرست